ترجمۂ قرآن مجید

کنز الایمان

تفسیر

نور العرفان

حاشیہ

ترجمہ

امام اہلسنت اعلیحضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

پیر بھائی کمپنی

۴۰ ۔ اردو بازار لاہور

سے مایوس ہیں اس سے معلوم ہوا کہ قبروالوں سے مایوس ہو جانا کہ وہ اب کچھ نہیں کرسکتے کافروں کا عقیدہ ہے۔ مومن کا عقیدہ یہ ہے کہ قبروالے صالحین بندوں کی مدد کرتے ہیں' موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں' اب بھی حضور کے نام کی برکت سے ہم مسلمان ہوتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۹۰۴) لئے مقرر فرمادیا (تفسیر عزیزی) ۵۔ کہ نہ ان پر کدو کا سبزہ اگتا نہ جانور خدمت کرتے یہ سب کچھ رب کی رحمت سے ہوا ۶۔ اس سے مراد صلاح میں ترقی درجہ ہے' ورنہ نبی تو ہروقت صالح ہوتے ہیں یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں بھی نبی تھے۔ آپ کی نبوت منسوخ نہ ہوگئی تھی۔ علماء فرماتے ہیں۔ کہ مچھلی کے پیٹ میں جانا آپ کی معراج تھی۔ اور اس مچھلی کا پیٹ عرش اعظم سے افضل تھا۔ مولانا فرماتے ہیں ؎ شان این بالا و خفض و نشیب : رحمت حق راضی باشد حبیب ☆ غرضیکہ انبیاء کرام کے عتاب میں لاکھوں رحمتیں ہوتی ہیں ۷۔ عرب میں بعض لوگ نظر بد لگانے میں مشہور تھے اگر وہ بھوکے ہو کر کسی کو تیز نگاہ سے دیکھ کر کہتے کہ ایسا ہم نے آج تک نہ دیکھا کیا ہی اچھا ہے تو وہ آدمی یا جانور فوراً ہلاک ہو جاتا' کفار مکہ بہت لالچ دے کر انہیں لائے یہ حسب عادت تین دن بھوکے رہے' پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ آپ تلاوت قرآن فرما رہے تھے' انہوں نے بار بار یہی کہا مگر اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان کی نظر بد سے محفوظ رکھا' اس پر آیت آئی' معلوم ہوا کہ بدبختی سے حضور کا چہرہ انور دیکھنا کفر ہے' اعتقاد سے رخ انور کی زیارت صحابی بنا دیتی ہے' یہی حال قرآن شریف کا ہے' بدبختی سے اس کا پڑھنا کفر ہے نیک نیتی سے عبادت ۸۔ اس دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نظر بد حق ہے' دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب کے ایسے محبوب ہیں کہ رب انہیں نظر بد سے بچاتا ہے کیونکہ کفار نے ان لوگوں سے نظر بد لگانے کو کہا تھا' جن کی بری نظر لوگوں کو ہلاک کر دیتی تھی' اللہ نے اپنے حبیب کو ان کے شر سے محفوظ رکھا یہ آیت نظر بد سے بچنے کے لئے اکسیر ہے ۹۔ یعنی کفار آپ جیسے کامل عقل کو اپنی بے عقلی سے دیوانہ کہتے ہیں' خیال رہے کہ سارے عالم کو عقل کا ایک حصہ تقسیم ہو کر ملا۔ حضور کو نو حصے عقل عطا ہوئی ۱۰۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم' اس سے معلوم ہوا کہ حضور ذکر اللہ ہیں رب فرماتا ہے۔ قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا اور فرماتا ہے' الا بذکر اللہ تطمئن القلوب معلوم ہوا کہ حضور سے بے چین دل چین پاتے ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ہمیشہ ہر شخص کے لئے ذکر اللہ ہیں ۱۱۔ قیامت کا ایک نام حاقہ بھی ہے یعنی اس کا آنا برحق و یقینی ہے وما ادراک سے بتایا گیا کہ قیامت کی دہشت و ہولناکی انسانی اندازے و تخمینے میں نہیں آسکتی اے محبوب آپ کو بذریعہ وحی بتائی گئی یہاں ہولیتہ کی نفی ہے نہ کہ علم کی ۱۲۔ قارعہ بھی قیامت کا نام ہے کیونکہ اس دن لوگوں کو سخت صدمہ ہوگا' یعنی قوم عاد و قوم ثمود قیامت کے منکر ہونے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں تو کفار مکہ بھی اپنا انجام سوچ لیں ۱۳۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جھڑک دی۔ ان کی آواز کی یہ تاب نہ لا کر ہلاک ہو گئے جیسے بعض لوگ توپ کی آواز یا بادلوں کی گرج سے مرجاتے ہیں' خیال رہے کہ حضرت جبریل کی آواز سے وہاں کی زمین لرز گئی' اور لوگ مر گئے لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں فاخذتھم الصیحۃ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب نے قوی قوموں کو معمولی چیزوں سے ہلاک فرمایا' تاکہ اس کی قدرت معلوم ہو' ابابیل سے فیل ہلاک کئے' مچھر سے نمرود کو ہلاک کیا' قوم عاد کی ہلاکت کا واقعہ تفصیل وار پہلے ذکر ہو چکا ۱۵۔ ۲۲۔ شوال چہار شنبہ سے چہار شنبہ تک ۱۶۔ یعنی موت نے انہیں ایسا ڈھایا جیسے کمزور کو قوی پچھاڑ دے ۱۷۔ یعنی قوم عاد بہت دراز قد تنومند تھی جب وہ ہلاک ہوئی تو ایسی معلوم ہوئی تھی جیسے کھجوروں کے کٹے ہوئے ڈنڈ' پھر تیز ہوا نے ان کی لاشیں سمندر میں پھینک دیں

(بقیہ صفحہ ۹۱۷) ۳۔ یعنی اگر تم کافر مرگئے تو قیامت کے عذاب سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ۴۔ یعنی اگر اس دن بچے ہوتے تو دہشت سے بڈھے ہو جاتے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ قرآن غافلوں کے لئے نصیحت یا اگلی پچھلی باتیں یاد دلانے والا ہے' عاقلوں کے لئے نور' گمراہوں کے لئے ہدایت مومنوں کے لئے رحمت اور بیماروں کے لئے شفا ہے' یہ تمام اوصاف آیات میں مذکور ہیں اور یہ ہی صفات قرآن نے حضور کے بیان کئے' جن پر آیات شاہد ہیں' مومن تب ہی کامیاب ہوگا' جب کہ نور قرآن و نور نبوت سے مستفیض ہو' جیسے کہ نور نظر اور نور چراغ دونوں سے ہدایت ملتی ہے۔ ۶۔ شریعت' طریقت' حقیقت معرفت' سب رب کے راستے ہیں ۷۔ یعنی کبھی آدھی رات' کبھی تہائی کبھی اس سے کم و بیش ۸۔ یعنی اے محبوب تمہارے ساتھی مومن دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ تو آپ کی طرح آدھی یا تہائی یا دو تہائی رات عبادت کرتا ہے اور دوسری جماعت ساری رات عبادت میں گزارتی ہے کیونکہ اس وقت سب پر تہجد فرض تھی مگر تعین وقت میں اختیار تھا' اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ مومنوں کی ایک جماعت تو آپ کے ساتھ تہجد ادا کرتی ہے' اور دوسری جماعت غافل رہتی ہے' صحابہ میں غافل کوئی نہیں' لہٰذا آیت واضح ہے ۹۔ اور جانتا ہے کہ کون دن رات کے کتنے حصے میں عبادت کرتا ہے سب کو جزا دے گا' اصل ڈیوٹی کی بھی اور ٹائم کی بھی۔ ۱۰۔ کیونکہ اس وقت گھڑیاں وغیرہ نہ تھیں اس لئے بعض مسلمان تمام رات نماز پڑھتے کہ نصف یا تہائی رات سے کم نہ ہو جائے مسلمانوں کے پاؤں پر ورم آگئے' تب یہ آیات نازل ہوئیں جو پچھلی آیات کی ناسخ ہیں ۱۱۔ یعنی رات کا لمبا قیام معاف فرمادیا' اب نماز میں مطلق قراۃ فرض ہے' ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات ۱۲۔ یعنی نماز تہجد آئندہ بیماروں' مسافروں' غازیوں پر بھاری پڑے گی' اس لئے رب نے تہجد کی فرضیت منسوخ فرمادی یہ مطلب نہیں کہ آج تم میں نہ کوئی بیمار ہوتا ہے نہ مسافر' وہ حضرات بہرحال تہجد ادا کرتے تھے انہیں کوئی چیز نماز سے روکتی نہ تھی ۱۳۔ یعنی رب تعالیٰ نے حکم تہجد اسی لئے منسوخ فرمادیا۔ کہ وہ جانتا ہے کہ آئندہ بعض مسلمان بیمار ہوں گے بعض تاجر مسافر بعض نمازی مسافر' تہجد کی فرضیت سے ان پر بوجھ ہو گا ۱۴۔ نماز تہجد میں تمہیں جتنی قرات آسان ہو اتنی ہی کرو خیال رہے کہ اس آیت سے مقدار قیام منسوخ ہوئی پھر نماز پنج گانہ سے تہجد کا اصل وجوب بھی منسوخ ہو گیا (خزائن) ۱۵۔ یعنی جب زکوٰۃ فرض ہو جائے تب دیا کرو کیونکہ سورہ مزمل مکی ہے اور زکوٰۃ بعد ہجرت فرض ہوئی یہ ایسا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہو کر فرمایا واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ یعنی بعد بلوغ مجھے نماز کا حکم دیا (احمد یار خاں) ۱۶۔ قرض سے مراد زکوٰۃ واجبہ کے سوا دوسرے نفلی صدقات ہیں۔ یہ صدقے اچھی نیت' خوش دلی سے دیئے جاویں' تاکہ ان کا اچھا بدلہ ملے

(بقیہ صفحہ ۹۲۳) سورہ انسان بھی ہے یہ سورت بعض کے نزدیک مکیہ ہے جمہور کے نزدیک مدنیہ ۷۔ آدم علیہ السلام' یا ہر انسان پر اس کی پیدائش سے پہلے ایک وقت وہ بھی گزرا ۸۔ زمانہ حمل میں یا اس سے بھی پہلے کوئی اسے جانتا نہ تھا' خیال رہے کہ ہمارے حضور کی اول سے ہی شہرت تھی' عیسیٰ علیہ السلام نے صدہا سال پہلے قوم کو خبر دی تھی' اسمہ احمد ان کا نام احمد ہے' یہ نہ کہا کہ احمد ہوگا' حضرت آدم نے عرش اعظم اور جنت کے ہر پتہ پر حضور کا نام لکھا ہوا دیکھا تھا' آپ کی طفیل

سے دعا مانگتے تھے' لہٰذا یہاں انسان میں حضور داخل نہیں ۹۔ ماں باپ کے نطفہ سے باپ کی منی سے ہڈی' پٹھے اور ماں کے نطفہ سے گوشت و خون' بال بنتے ہیں' اسی لئے نسب باپ سے ہوتا ہے نہ کہ ماں سے' خیال رہے کہ اس قانون سے حضرت آدم و عیسیٰ علیہما السلام اور حوا علیحدہ ہیں' ان کی پیدائش مطلقاً" منی سے نہیں' نہ باپ کی نہ ماں کی' قانون اور ہے' قدرت کچھ اور ۱۰۔ تقریباً تمام انسان سنتے دیکھتے ہیں مگر کوئی شیطان کی سنتا ہے اور اسے دیکھتا ہے کوئی رحمٰن کی اور اس کے جمال کا مشاہدہ کرتا ہے نیز انسانوں کی سماعت و بصارت مختلف ہے' انبیاء کی سمع بصر اتنی قوی ہوتی ہے کہ دور کی چیز دیکھ لیتے ہیں اور دور کی آواز سن لیتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پانچ میل سے چیونٹی کی آواز سن لی' حضور کی نظر رب کو دیکھ کر بھی نہ جھپکی مازاغ البصر وماطغیٰ غرضیکہ سمع و بصر مختلف ہیں دیکھ لو' کسی کی ظاہری بصارت تیز ہوتی ہے۔ کسی کی کمزور پھر بصارت تیز کرنے کا سرمہ اور ہے اور بصیرت تیز کرنے کا میرہ کچھ اور ۱۱۔ عقلی دلائل قائم فرما کر انبیاء کرام بھیج کر' اپنے تک پہنچنے کا راستہ دکھا دیا۔ کسی نے قبول کیا کسی نے نہیں۔ ۱۲۔ اس حصر سے معلوم ہوا کہ وہاں کی زنجیریں طوق اور دوزخ میں ہمیشہ رہنا کفار کے لئے خاص ہے اللہ تعالیٰ اس سے مومن گنہگار کو محفوظ رکھے گا' خیال رہے کہ کفار کو یہ زنجیریں و طوق جہنم میں لے جاتے وقت پہنائے جائیں گے (روح) میدان محشر میں ہاتھ بندھنا علیحدہ ہو گا ۱۳۔ یہ اٹھارہ آیات حضرت علی و حسنین و فاطمہ الزہرا اور بی بی فضہ (جو کہ ان کی خادمہ تھیں) کے حق میں نازل ہوئیں کہ ان بزرگوں نے حضرات حسنین کے بیمار ہونے پر تین روزوں کی نذر مانی' ان کی صحت یابی پر تین روزے رکھے مگر ہر روز افطار کے وقت مسکین یا غریب یا قیدی آ گئے' انہیں روٹیاں دے دیں' اور خود تینوں دن بھوکے سو رہے ہے اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو تاجدار ھل اتیٰ کہا جاتا ہے اکثر علماء نے سورہ دہر کو مدنی کہا ہے کیونکہ قیدی مدینہ منورہ ہی میں تھے مکہ میں نہ تھے' بعض نے فرمایا کہ صرف یہ آیات مدنیہ ہیں' خیال رہے کہ ان روزوں کے وقت ان اہل بیت کے گھر میں تنگی بہت تھی' ہر روزہ پر اتنا جو قرض آتا تھا کہ فی کس ایک روٹی آ جائے جب شام کو افطار کرتے تو کوئی نہ کوئی سائل آ جاتا' یہ حضرات اپنی اپنی روٹیاں خیرات کر دیتے' اور خود بھوکے سو رہتے

(بقیہ صفحہ ۹۲۸) میں زندگی گزارتے ہیں مرتے وقت فرشتوں کے پروں' حوروں کے دامن کے سایہ میں قبر میں قرآن اور صادقہ کے سایہ میں' محشر میں عرش اعظم کے سایہ میں' پل صراط پر حضور کی دعا کے سایہ میں' جنت میں طوبیٰ کے سایہ میں' ایسے ہی یہ لوگ دنیا میں شریعت کے پیالے علماء کے ہاتھوں اور طریقت کے چھلکتے ہوئے جام مشائخ کے ہاتھوں سے پیتے ہیں ۹۔ دنیا میں تو جو رب چاہتا تھا یہ لوگ کرتے تھے اور آخرت میں جو یہ چاہیں گے رب دے گا کسی قسم کی طبی یا شرعی پابندی اور روک ٹوک نہ ہو گی ۱۰۔ خوشنما' خوش ذائقہ' زود ہضم جس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا ۱۱۔ بلاواسطہ یا بالواسطہ نیک اعمال کا بدلہ' کیونکہ مومن کی ناسمجھ اولاد بھی جنتی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان کسی وقت بھی عمل سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ۱۲۔ ایک کا بدلہ دس یا اس سے بھی زیادہ' اس سے اشارۃً" معلوم ہوا کہ ہر ایک کو نیکی کا بدلہ نہ ملے گا' صرف محسن کو ملے گا' کفار محسن نہیں ۱۳۔ خیال رہے کہ دنیا میں مومنوں کو کھانے کی اجازت دینا ایسا ہے' جیسے فرمانبردار خادم کو غذا دینا' جنت میں مومنوں کو کھانا دینا ایسا ہو گا' جیسے مہمان کی خاطر' دنیا میں کفار کو غذا دینا ایسا ہے۔ جیسا کہ پھانسی کے مجرم کو تاریخ سے پہلے غذا دی جاتی ہے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کا کھانا پینا بھی جرم ہے کیونکہ کھا پی کر کفر کرتے ہیں' لہٰذا مومن کا کھانا پینا نیکی ہے کہ وہ کھا پی کر نیکیاں کرتا ہے' نیز مومن براتی ہے حضور دولہا' برات' میں براتیوں کا کھانا مہمانی کے طور پر ہوتا ہے' مگر اجنبی کا کھانا چور کی طرح ۱۵۔ یعنی جب کفار سے کہا جاتا ہے کہ مسلمان ہو کر نماز پڑھو' تو نہ اسلام لاتے ہیں' نہ نماز پڑھتے ہیں' کیونکہ بغیر اسلام لائے کافر کو نماز کا حکم نہیں دیا جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز بڑی اہم عبادت ہے' اس کے ترک پر کفار کو بھی عذاب ہو گا ۱۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور قرآن کے بعد کوئی کتاب نہیں۔

(بقیہ صفحہ ۹۳۱) ہوئے ایک یہ کہ عابد سے دنیا کا منتظم افضل ہے کیونکہ مقرب فرشتے محض عبادت کرتے ہیں اور مدبرات امر دنیا کا انتظام بھی کرتے ہیں مگر درجہ انہیں کا زیادہ ہے کہ ان کی قسم فرمائی دوسرے یہ کہ رب کی قدرت تو یہ ہے کہ ہر چھوٹا بڑا کام بغیر وسیلہ خود اس کے حکم سے ہو جاوے' مگر قانون یہ ہے کہ ہر کام وسیلہ سے ہو کیونکہ دنیا کا ہر کام مدبرات امر فرشتوں کے سپرد ہے' تکوینی اولیاء اللہ فرشتوں کی طرح عالم کے انتظام تکوینی کو سنبھالے ہوئے ہیں' تیسرے یہ کہ بعض نام اللہ اور مخلوق کے درمیان مشترک ہیں' جیسے علی سمیع' بصیر' انہیں میں سے مدبر بھی ہے کہ رب بھی مدبر ہے اور فرشتے بھی بندبر الامر لہٰذا انبیاء کو حاکم یا مالک کہہ سکتے ہیں ۶۔ قیامت میں کفار کے دل گھبراہٹ سے دھڑکتے ہوں گے' مومنوں کے دلوں کو چین ہو گا۔ ۷۔ یا اس طرح کہ وہاں ہمیں پھر دنیا کمانی پڑے گی' یا اس طرح کہ ہم یہاں قیامت کے منکر ہیں' اور اگر وہ قائم ہو گئی تو ہمیں عذاب ہو گا۔ بہر حال ان کی یہ بکواس مذاق میں تھی مگر ان کے منہ سے بات سچی نکلی کہ واقعی قیامت ان کے لئے ندامت کا سبب ہے یا ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر ہم قیامت میں اٹھے تو ہم کو پھر بچپن' جوانی' بڑھاپے کی منزلیں طے کرنی پڑیں گی ۸۔ یعنی حضرت اسرافیل کے ایک نفخہ سے جو جھڑکی کی طرح ہو گا مردے اپنی قبروں سے نکل کر میدان حشر یعنی زمین شام میں پہنچ جائیں گے' ۹۔ موسیٰ علیہ السلام کے قصے کو قیامت سے یہ مناسبت ہے کہ آپ بھی لاٹھی کو اچانک سانپ بنا دیتے تھے۔ صور پھونکنے پر بھی اچانک سارے بندے جی اٹھیں گے' نیز فرعون اس معجزے کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا۔ اگر آج بھی مردہ زندہ کرنے کا معجزہ دکھایا جائے تو کفار مکہ ایمان لانے والے نہیں لہٰذا اس واقعہ میں حضور کے قلب مبارک کو تسلی اور مسلمانوں کے دلوں کو تسکین دی گئی ہے' اس میں یا خطاب حضور کو ہے اور ھل قد کے معنی میں ہے یا خطاب مسلمانوں سے یا منکرین قیامت سے' اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ رب ان کے رنج و غم دور فرمانے کے لئے گزشتہ رسولوں کے تاریخی واقعات بیان فرماتا ہے' دوسرے یہ کہ بزرگوں کے ذکر سے رنج و غم دور ہوتے ہیں' خوشی' راحت حاصل ہوتی ہے' تیسرے یہ کہ علم تاریخ اچھا علم ہے بشرطیکہ درست ہو۔ چوتھے یہ کہ نبی کی مخالفت ہلاکت کا موجب ہے' فرعون جیسا جابر بادشاہ موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت سے ہلاک ہوا' بجلی سے امیر وزیر سب ڈرتے ہیں کیونکہ اس کا تعلق پاور ہاؤس سے ہوتا ہے' ایسے ہی نبی کا تعلق رب تعالیٰ سے ہے' ان کی مخالفت سے ڈرو ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تبلیغ میں بشارت اور خوشخبریاں زیادہ چاہئیں' تاکہ لوگ اطاعت کی طرف مائل ہوں دوسرے یہ کہ بڑے سے بڑا مجرم بھی خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو' فرعون جیسے مجرم کو بھی توبہ کی دعوت دی گئی' تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ تک پہنچانا پیغمبر ہی کا کام ہے جیسا کہ لھدیک سے معلوم ہوا' چوتھے یہ کہ انبیاء کرام تبلیغی' اور شرعی علوم میں کسی کے شاگرد نہیں ہوتے' انہیں سب کچھ رب ہی سکھاتا ہے۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو

(بقیہ صفحہ ۴۸۸) بزرگوں کے دم میں تاثیر ہے۔ نیز اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش نطفہ سے نہیں' نہ ماں کے نہ باپ کے' دوسرے یہ کہ آپ ایک حیثیت سے بشر اور دوسری حیثیت سے روح ہیں۔ اسی لئے آپ کو روح اللہ کہا جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ چونکہ آپ فرشتہ کی پھونک سے پیدا ہوئے' لہٰذا آپ کی پھونک میں مردہ زندہ کرنے' بیمار اچھا کرنے' مٹی میں جان ڈالنے کی تاثیر تھی۔ چوتھے یہ کہ اصل کا اثر فرع میں بھی آتا ہے۔ حضرت جبریل کا اثر آپ میں تھا۔ وہ روح الامین ہیں تو آپ روح اللہ ۹۔ شہر ایلیا سے ٦ میل دور بیت اللحم کے جنگل میں آپ راتوں رات چھپ کر نکل گئیں کیونکہ وضع حمل کے

وَهُزِّيٓ إِلَيۡكِ بِجِذۡعِ ٱلنَّخۡلَةِ تُسَٰقِطۡ عَلَيۡكِ رُطَبٗا

اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا ٹ تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی ٹ

جَنِيّٗا ﴿٢٥﴾ فَكُلِي وَٱشۡرَبِي وَقَرِّي عَيۡنٗاۖ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ

تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ ٹ پھر اگر تو کسی

ٱلۡبَشَرِ أَحَدٗا فَقُولِيٓ إِنِّي نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمَٰنِ صَوۡمٗا

آدمی کو دیکھے تو کہہ دینا ٹ میں نے آج رحمٰن کا روزہ مانا ہے ٹ

فَلَنۡ أُكَلِّمَ ٱلۡيَوۡمَ إِنسِيّٗا ﴿٢٦﴾ فَأَتَتۡ بِهِۦ قَوۡمَهَا تَحۡمِلُهُۥۖ

تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ کروں گی ٹ تو اسے گود میں لے اپنی قوم کے پاس آئی

قَالُواْ يَٰمَرۡيَمُ لَقَدۡ جِئۡتِ شَيۡـٔٗا فَرِيّٗا ﴿٢٧﴾ يَٰٓأُخۡتَ هَٰرُونَ

ٹ بولے بیشک اے مریم تو نے بہت بری بات کی ٹ اے ہارون کی بہن ٩

مَا كَانَ أَبُوكِ ٱمۡرَأَ سَوۡءٖ وَمَا كَانَتۡ أُمُّكِ بَغِيّٗا ﴿٢٨﴾

تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار

فَأَشَارَتۡ إِلَيۡهِۖ قَالُواْ كَيۡفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِي ٱلۡمَهۡدِ

اس پر مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا ٹ وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے

صَبِيّٗا ﴿٢٩﴾ قَالَ إِنِّي عَبۡدُ ٱللَّهِ ءَاتَىٰنِيَ ٱلۡكِتَٰبَ وَجَعَلَنِي

میں بچہ ہے ٹ بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی ٹ اور مجھے غیب

نَبِيّٗا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيۡنَ مَا كُنتُ وَأَوۡصَٰنِي

کی خبریں بتانے والا نبی کیا ٹ اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں ٹ اور مجھے

بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ مَا دُمۡتُ حَيّٗا ﴿٣١﴾ وَبَرَّۢا بِوَٰلِدَتِي

نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی ٹ جب تک جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے

وَلَمۡ يَجۡعَلۡنِي جَبَّارٗا شَقِيّٗا ﴿٣٢﴾ وَٱلسَّلَٰمُ عَلَيَّ يَوۡمَ

والا ٹ اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا ٹ اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن

آثار ظاہر ہو گئے تھے اور آپ کسی سے یہ راز شرم کی وجہ سے کہہ نہ سکتی تھیں۔ ہمارے حضور نے شب معراج جبریل نے عرض کیا کہ اس جگہ دو رکعت نماز پڑھ لیں یہ حضرت عیسیٰ کی جائے پیدائش ہے (نسائی' بیہقی از روح البیان) میں نے اس جگہ کی زیارت کی ہے۔ ١٠۔ یہ درخت خشک تھا۔ پتے' شاخیں' کچھ نہ تھیں' صرف ڈنڈ رہ گیا تھا اسی لئے قرآن کریم نے جذع النخلۃ فرمایا نخل نہ فرمایا۔ آپ اس جڑ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں' درد کی شدت تھی ١١۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم کے حاملہ ہونے اور وضع حمل میں دراز فاصلہ تھا۔ فوراً وضع حمل نہ ہوا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ سوائے یوسف نجار کے کسی اور کو اس حمل کی اطلاع نہ تھی حضرت مریم سے ایک دن حضرت یحییٰ کی والدہ نے کہا کہ جب میں تمہارے سامنے آتی ہوں تو میرے پیٹ کا بچہ تمہارے پیٹ کے بچے کو سجدہ کرتا ہے۔ ١٢۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جنگل کے نشیبی حصہ سے حضرت مریم کو پکار کر فرمایا ١٣۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایڑی یا حضرت جبریل علیہ السلام کے پر سے پیدا ہوئی۔ لہٰذا اس کا پانی شفا ہے جیسے آج آب زمزم۔

١۔ جہاں آپ دردزہ کے وقت بیٹھیں تھی۔ وہاں کھجور کا ایک گھنا ہوا درخت خشک ڈنڈ تھا۔ فرمایا گیا کہ اسے ہلاؤ تمہارے ہاتھ کی برکت سے ابھی یہ ڈنڈ ہرا ہو گا ابھی بار آور ہو گا ابھی اس کے پھل پک کر تم پر گریں گے تم کھا لینا۔ آپ کا ہاتھ اس لئے لگوایا تاکہ معلوم ہو کہ ولی کے ہاتھ کی برکت سے سوکھے ڈنڈ ہرے ہو جاتے ہیں تو ان کی نظر سے خشک دل بھی ہرے ہو جائیں گے ٢۔ اس میں ولیہ کی کرامت کا ثبوت ہے' یا نبی کا ارہاص ہے کیونکہ خشک درخت سے پھل گرنا عجیب بات ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ولادت کے وقت عورت کو کھجوریں کھلائی جائیں تو اس سے مشکل آسان ہوتی ہے' اب بھی دردزہ میں میں چھوہارے دم کر کے عورت کو کھلائے جاتے ہیں' اس کی اصل یہ آیت کریمہ ہے ٣۔ یعنی کھجوریں کھاؤ' پانی پیئو اور اپنے خوبصورت فرزند سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ فرزند کو قرۃ العین کہتے ہیں' اس کی اصل یہ آیت ہے ۴۔ یعنی اشارے سے' کیونکہ اس زمانے میں چپ کے روزے میں بولنا حرام تھا۔ یعنی اگر تم سے کوئی پوچھے کہ یہ بچہ کیسے ہو گیا تو اشارے سے کہہ دینا کہ میرا روزہ ہے میں نہ بولوں گی۔ ۵۔ یعنی آج روزہ رکھ لیا ہے خاموشی کا اور اے مریم ابھی سے روزہ شروع کر دو۔ خیال رہے کہ حضرت مریم نے صبح سے پہلے کھجوریں کھائی اور پانی پیا تھا صبح سے انہیں روزہ رکھوا دیا گیا کہ نہ کچھ کھائیں' نہ کسی سے بولیں۔ لہٰذا اس میں جھوٹ کی تعلیم نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہلوں کا جواب خاموشی ہے ٦۔ اس دین میں چپ کا روزہ بھی ہوتا تھا مگر ہماری شریعت میں یہ منسوخ ہے' اور فَقُولِي سے مراد اشارۃ" کہنا ہے نہ کہ زبان سے کہنا ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بی بی مریم نفاس اور کمزوری سے محفوظ

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللَّهُ

رات اور دن کی ۱ بے شک اس میں سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو اور اللہ نے

خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَاءٍ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ

زمین پر ہر چلنے والا پانی سے بنایا ۲ تو ان میں کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے

وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي

اور ان میں کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے ۴ اور ان میں کوئی چار پاؤں پر

عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

چلتا ہے ۵ اللہ بناتا ہے جو چاہے ۶ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا

قَدِيرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ ۚ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ

ہے۔ بے شک ہم نے اتاریں صاف بیان کرنے والی آیتیں اور اللہ جسے

يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ

چاہے سیدھی راہ دکھائے ۷ اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور رسول

وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ

پر اور حکم مانا پھر کچھ ان میں کے اس کے بعد پھر جاتے ہیں ۸ اور وہ مسلمان

بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۷﴾ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

نہیں ۹ اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ رسول ان میں

إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿۴۸﴾ وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا

فیصلہ فرمائے تو جبھی ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے ۱۰ اور اگر ان کی ڈگری ہو تو

إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿۴۹﴾ أَفِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ

اس کی طرف آئیں مانتے ہوئے ۱۱ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک رکھتے ہیں

أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۵۰﴾

یا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول ان پر ظلم کریں گے ۱۲ بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں ۱۳

ع ۱۲

۱۔ اس طرح کہ رات جاتی ہے دن آتا ہے اور دن جاتا ہے رات آتی ہے یا کبھی رات و دن ٹھنڈے ہوتے ہیں کبھی گرم۔ یا اس طرح کہ کبھی رات بڑی ہوتی ہے دن چھوٹا' کبھی اس کے برعکس یہ ہی قوموں کا حال ہے کہ کبھی کسی کو غلبہ کبھی کسی کو۔ اس سے عبرت پکڑو۔ ۲۔ اس قاعدے سے حضرت آدم و عیسیٰ علیہما السلام خارج ہیں۔ حضرت آدم کے لئے رب فرماتا ہے۔ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ اور عیسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا۔ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ حضرت عیسیٰ کی پیدائش نطفہ سے نہ ہوئی نہ ماں کے نہ باپ کے اور اگر پانی سے مراد وہ پانی ہے جو عالم کی اصل ہے تو استثنیٰ کی ضرورت نہیں خیال رہے کہ قانون اور ہے قدرت کچھ اور قانون کے پابند ہم ہیں نہ کہ حق تعالیٰ آگ کا جلا دینا قانون ہے اور ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلانا رب کی قدرت ہے ایسے ہی سب کا نطفہ بننا قانون ہے اور بعض کا بغیر نطفہ پیدا ہونا رب کی قدرت ہے ۳۔ جیسے سانپ مچھلی اور بہت سے کیڑے مکوڑے۔ ۴۔ جیسے آدمی اور چڑیاں وغیرہ۔ خیال رہے کہ جنات کے چار ہاتھ پاؤں ہیں مگر وہ انسانوں کی طرح دو پاؤں سے چلتے ہیں اور بچے دیتے ہیں ۵۔ جیسے گائے' بھینس بکری اور اکثر چرندے' جانور' خیال رہے کہ چار ہاتھ پاؤں والی مخلوق بچے دیتی ہے' باقی انڈے دیتے ہیں' سوائے چھپکلی کے کہ اس کے چار ہاتھ پاؤں ہیں مگر انڈے دیتی ہے۔ ۶۔ چنانچہ رب کی بہت سی مخلوق ہمارے علم سے باہر ہے۔ کتاب عجائب المخلوقات میں بہت سی عجیب قسم کی مخلوقات کا ذکر ہے ۷۔ یعنی انسان تین قسم کے ہیں۔ ظاہر و باطن مومن' ظاہر و باطن کافر' ظاہر مومن باطن کافر یعنی منافق اللہ نے ان میں سے مومنوں کو ہدایت دی باقی دو گروہ کافر رہے ۸۔ یہ آیت بشر منافق کے متعلق نازل ہوئی جس کا ایک یہودی سے زمین کے بارے میں جھگڑا تھا جس میں یہودی سچا تھا اور منافق جھوٹا۔ سب جانتے تھے کہ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت حق و صداقت کی عدالت ہے اس لئے یہودی نے حضور سے فیصلہ کرانا چاہا۔ مگر منافق نے کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے کی خواہش کی۔ اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کو اپنا حاکم نہ ماننا کفر ہے۔ کیونکہ رب نے بشر پر کفر کا فتویٰ اسی لئے دیا کہ اس نے حضور کو اپنا حاکم نہ مانا۔ دوسرے یہ کہ منافق کلمہ گو اگرچہ قومی مسلمان تو ہیں مگر مذہبی مسلمان نہیں جیسے آج کل مسلمانوں کے بہت سے مرتد فرقے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بارگاہ رب کی بارگاہ ہے' ان کے ہاں حاضری رب کے حضور حاضری ہے کیونکہ انہیں حضور کی طرف بلایا گیا تھا' جسے رب نے فرمایا' اللہ و رسول کی طرف بلایا گیا۔ نیز حضور کا حکم اللہ کا حکم ہے۔ جس کی اپیل ناممکن ہے حضور کے حکم سے منہ موڑنا رب تعالیٰ کے حکم سے منہ موڑنا ہے ۱۱۔ یعنی منافقوں کا یہ حال ہے کہ جس مقدمہ میں وہ جھوٹے ہوتے ہیں اس میں اللہ کے حبیب کو حاکم نہیں مانتے اور جس مقدمہ میں وہ سچے ہوتے ہیں اس میں دوڑتے ہوئے حضور کی بارگاہ میں فیصلہ کے لئے آجاتے ہیں۔ وہ اپنے نفس کے پیروکار ہیں۔ یہی حال آج کل کے ان مسلمانوں کا ہے جو اسلام کو اپنی خواہش نفس کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جو نبی کو ظالم کہے وہ خدا کو ظالم کہتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے رب تعالیٰ کا ظلم کرنا محال عقلی ہے ایسے ہی حضور کا ظلم کرنا محال عقلی ہے کیونکہ ایک ظلم کو رب نے اپنے اور رسول کی طرف نسبت فرمایا۔ وہ سچے' ان کا رب سچا صلی اللہ علیہ وسلم جو حضور پر بدگمانی کرے' وہ رب پر کرتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا ذکر اللہ کے ذکر کے ساتھ سنت الٰہیہ ہے